رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۲۰

قُل اِنَّ الفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

الفضل

دُنیا میں ایک نبی آیا۔ پر دُنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا۔
(الہام حضرت مسیح موعود)

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام منیجر ہو۔

ایڈیٹر :- غلام نبی ❖ اسسٹنٹ - مہر محمد خان ❖

جلد ۷ | مورخہ ۱۰ مئی سنہ ۱۹۲۰ء | مطابق ۲۰ شعبان سنہ ۱۳۳۸ھ | نمبر ۸۵

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔

۶ مئی بروز جمعرات حضرت خلیفۃ المسیح نے صبح کے وقت طلباء ہائی سکول اور طلباء مدرسہ احمدیہ کے لئے ہائی سکول کے ہال میں خدا تعالیٰ کی ہستی پر تقریر فرمائی۔

۶ اور ۷ تاریخ کی درمیانی رات کو گیارہ بجے کے قریب زلزلہ کا ایک جھٹکا محسوس کیا گیا۔

کچھ عرصہ ہوا۔ مکرم میر قاسم علی صاحب نے مسجد اقصیٰ کے سائبانوں کے لئے پُرزور تحریک کی تھی۔ جسپر کچھ روپیہ بھی آیا تھا لیکن معلوم ہوتا ہے کافی نہ تھا اسلئے سائبان تیار نہ ہو سکے اب چونکہ پہلے سائبان بالکل بوسیدہ ہو گئے ہیں اور وہ کافی بھی نہیں اسلئے ۷ تاریخ خطبہ جمعہ سے قبل خلیفۃ المسیح نے متظمین کو اس طرف

نامہ لنڈن

(نوشتہ مولوی عبد الرحیم صاحب نیّر - ۱۵ - اپریل سنہ ۱۹۲۰ء)

(۱) ایک گریجوایٹ ہندو مُصدّق

(۲) ناروے میں اسلام

مسٹر احمدؐ کرشنا بی اے ذیل میں میں ایک ہندو نوجوان کے نامہ اخلاص کو جو اس نے دربار خلافت میں لکھا ہے۔ انگریزی سے اُردو کا لباس پہناتا ہوں۔ امید کہ دلچسپی سے پڑھا جائے گا۔

مسٹر کرشنا بی اے جو بابو عزیز الدین صاحب اور خان عبد الرحیم خان صاحب کے ساتھ ہندوستان سے ایک ہی جہاز پر آئے۔ اور برابر سلسلہ عالیہ کا لٹریچر مطالعہ اور مبلغین سے تبادلہ خیالات کرتے رہتے ہیں۔ رقمطراز ہیں :-

"بحضور حضرت اقدس مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب منجانب کرشنا۔ ایسا ہو کہ میرے الفاظ حضور کی پسندیدگی کا موجب ہوں۔ میں دلیشنا ادویتا مذہب کا ماننے والا اور جنوبی ہند کے سری رامانج کا پیرو ہوں۔ لنڈن میں آنے کے وقت سے میں نے اسلامی خصوصاً احمدی لٹریچر کا مطالعہ کیا ہے۔ اور مجھے حضرت احمد کی پیشگوئیوں کے پڑھنے سے علم ہو گیا ہے کہ :-

"حضرت احمدؐ خدا والے آدمی تھے"

اور میں حضور کو اطلاع دیتا ہوں کہ میں احمدیت کی تعلیم سے متاثر ہوں اور میں اب مقدس رہبر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اطاعت کرتا ہوں میں خدا کے سامنے اپنی ناچیز نذر پیش کر دیتا ہوں۔ اور حضور سے ملتجی ہوں کہ میری مسلسل کامیابی کے لئے دعا فرماویں۔

حضور کا ادنےٰ غلام - کرشنا۔

واضح رہے مکرم مسٹر کرشن کو ہم احمد کرشن کے نام سے پکارا کرتے ہیں۔ اور وہ خوش ہوتے ہیں)۔ اور برادر موصوف نہ صرف اپنے اوقات گرامی سے کافی وقت میرے خطوط لکھنے میں لگاتے ہیں۔ بلکہ ایک پونڈ ماہوار چندہ بھی اشاعت سلسلہ کے لئے دیتے ہیں۔ جزاہ اللہ۔

بہن اَمۃ ٹامسن کا خط ناروے سے

بحیرہ شمالی کے (جو کبھی بحیرہ جرمن کہلاتا تھا) مشرق کی طرف جزائر برطانیہ کے متوازی ایک ملک ہے۔ جسے ناروے کہتے ہیں۔ وہاں کی ایک معزز مسلمان نارویجین خاتون جو ہندوستان بھی رہ چکی ہے۔ انگریزی جانتی ہے۔ ایک خط کے جواب میں لکھتی ہے۔

"پیارے بھائی! آپ کا مکرمت نامہ ملا۔ میں آپکی مہربانی کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ میں ۱۵ مارچ کے قریب یہاں سے روانہ ہونگی۔ میں نے اس ملک کے اخباروں میں اسلام کے متعلق ایک مضمون لکھا ہے۔ جس کی ایک کاپی اپنے ساتھ لاؤنگی۔ اور اس کا ترجمہ کر کے آپ کو سناؤنگی۔ میں امید کرتی ہوں کہ ہم خداوند تعالیٰ کی مدد سے ناروے کے لوگوں کو روشنی میں لانے کے قابل ہونگے اور ان کو اس صداقت سے پورے طور پر آگاہ کرینگے جو اسلام پیش کرتا ہے۔ میں یقین رکھتی ہوں کہ اسلام ناروے اور دوسرے ممالک یورپ میں پھیلیگا۔ میں ہندوستان واپس جا کر ناروے کو بہت کچھ لکھونگی اور ہم انگلستان سے بھی لکھنے کی کوشش کرینگے۔ آپ لکھاتے جائیں۔ اور میں ناروے زبان میں لکھتی جاؤنگی ہاں! پیارے بھائی میں بہت امید رکھتی ہوں کہ ناروے میں صداقت ضرور جڑ پکڑیگی۔ خدا کی برکتیں آپ کے اچھے کام پر ہوں۔ وہاں کے تمام احمدی بھائیوں کو السلام علیکم۔ ایسا ہو کہ خدا ہماری دعائیں قبول کرے۔ میں ہوں آپ کی بہت صادقہ

امۃ ٹامسن

بوسینیا میں تبلیغ

ہمارے مکرم دوست ڈاکٹر فہمی برکات۔ ریج، بی، ایچ، ڈی لکھتے ہیں بوسینیا نے گو ابھی ... اپنی احمدیت کا اعلان نہیں کیا

گروہ خود فرمایا کرتے ہیں کہ آپ سے ملاقات ہونے سے قبل میں پیدائش کے لحاظ اور نام سے مسلمان تھا۔ مگر پکا مسلمان نہ تھا۔ اب احمدیت مجھے اسلام کی جان اور امید معلوم ہوتی ہے"۔ یہ دوست اپنے ملک کے ایک نوواردِ مسلمان تاجر کو احمدیہ مشن کے حالات سنا کر قیام گاہ مبلغین پر لائے۔ اور تاجر موصوف نے ڈاکٹر برکات صاحب کی ترجمانی سے ایک گھنٹہ تک سلسلہ عالیہ اور اسلام کے متعلق بہت سے سوالات و جوابات کی صورت میں گفتگو کی۔ اور حضرت مسیح موعود کے پیغام کو بوسنیس پیرمرد کے ذہن نشین کرایا۔ اور کچھ عربی لٹریچر دیا تا وہ اپنے ملک میں جا کر "ہوجا" اور "ملاؤں" کو ایک طرف اور آزاد خیال نوجوانوں کو دوسری طرف "اسلام کی امید" سے مطلع کرے۔ مجھے امید ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس ملک میں احمدیت کو جلد بار ور کرے گا۔ وہاں کی حکومت اور وہاں کے بہی خواہان اسلام احمدیت کے نوشتہ ازلی کی تلاش میں ہیں۔

لیکچرس

سوسائٹی انٹرنیشنل ڈی فیلولوجی سائنس ایٹ بوزآرٹس میں ۱۲۔ اپریل کو خاکسار کا لیکچر "فارسی اور سنسکرت "دو نو بہنیں ہیں" کے مضمون پر ہوا۔ ڈاکٹر ہنری ایم لیون ایم۔ اے۔ بی۔ ایچ۔ ڈی صدر جلسہ تھے۔ آپ کا منشاء ہے۔ کہ یہ تقریر سوسائٹی کے رسالہ Philomath میں شائع ہو جائے

گذشتہ اتوار کو مسٹر کرشنا بی۔ اے نے احمدیہ لیکچر ہال میں "اسلام ہمدردی خلائق کی تعلیم دیتا ہے" کے مضمون پر تقریر کی۔ حاضرین میں ڈاکٹر و میڈیم لیون ایم۔ اے بھی تھے۔ ڈاکٹر موصوف نے آدھ گھنٹہ تک حاضرین جلسہ کو اپنی عالمانہ تقریر سے محظوظ کیا۔

ہائیڈ پارک میں فتح برادرس۔ بابو عزیز الدین صاحب اور عاجز برابر سبھی مقررین کا قافیہ تنگ کرتے اور پیغام حق پہنچاتے ہیں ؛

معذرت :- چند دن سے مطبع کی مشکلات کی وجہ سے اخبار اپنے وقت پر نہیں شائع ہو رہا۔ منیجر صاحب الفضل کوشش کر رہے ہیں کہ اخبار باقاعدہ شائع ہو رہا ہے۔ امید ہے وہ بہت جلد باقاعدگی کا انتظام کر سکینگے۔ (ایڈیٹر)

ستائیسویں رمضان کو حضرت مسیح فوت ہوئے

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے وفات مسیح کا اعلان کیا

(از مولانا محمد محفوظ الحق صاحب علمی ؛)

دُنیا سے جب اٹھائے گئے حضرت علیؑ — تقریر اک جناب امام حسن نے کی
مولا علی کے چند فضائل بیان کئے — شیر خدائے پاک کے جوہر عیاں کئے
فرمایا شان پاک علی کی یہ خاص تھی — جب ہر جنگ بھیجتے تھے آپ کو نبیؐ
جاتے تھے جب کہ پیمبرِ علی جوہر — میکال و جبرئیل بھی ہوتے تھے ہم سفر
جو دائیں بائیں رہتے عجب کروفر کے ساتھ — تا آنکہ آپ لوٹتے فتح و ظفر کے ساتھ
افسوس آج وہ بھی چلے رہا نہ دیا — ہاں ان کے قلب پاک میں یہ اک ارادہ تھا
میں سات سو درم سے خرید ونگا اک غلام — یہ سات سو درم ہی بس اب ترکہ میں تمام
اب تم سنو یہ قول امام حسن ذرا — اعلان کر رہے ہیں وفات مسیح کا
اس شب وفاتِ حضرت شیرِ خدا ہوئی — جس رات تن سے روح مسیح جدا ہوئی
ماہ صیام کی وہ شب بست و ہفت تھی
جس رات کو وفات مسیح و علی ہوئی

طبقات کبیر لمحمد بن سعد کے جزو ثالث صفحہ ۲۶ میں یہ روایت درج ہے:

"لما توفی علی بن ابی طالب قام حسن بن علی فصعد المنبر فقال ایھا الناس قد قبض اللیلۃ رجل لم یسبقہ الاولون ولا یدرکہ الاخرون قد کان رسول اللہ یبعثہ المبعث فیکتنفہ جبرائیل عن یمینہ ومیکائیل عن شمالہ فلا ینثنی حتی یفتح اللہ لہ وما ترک الا سبع مائۃ درھم اراد ان یشتری منھا خادماً ولقد قبض فی اللیلۃ التی عرج فیھا بروح عیسیٰ بن مریم لیلۃ سبع وعشرین من رمضان ‡

ترجمہ - ہبیرہ بن یریم نے کہا کہ جب علی ابن ابی طالب فوت ہوئے تو حسن بن علی علیہ السلام کھڑے ہوئے اور منبر پر چڑھے تو فرمایا اے لوگو! آج رات وہ شخص فوت ہوا جس سے نہ تو پہلے لوگ بڑھے ہیں اور نہ پیچھے آنیوالے لوگ اسکو پہنچیں گے۔ آنحضرتؐ اسکو جنگ پر روانہ فرماتے تو حضرت جبرائیل اسکے داہنے طرف سے اور حضرت میکائیل بائیں طرف سے گھیر لیتے تھے۔ آپ نہیں واپس ہوتے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ فتح کر دیتا تھا۔ اور اس نے بجز سات سو درہم کے اور کچھ ترکہ نہیں چھوڑا۔ وہ چاہتا تھا کہ ان کے بدلے میں کوئی خادم خرید کرے اور واللہ یقیناً وہ اس معروف و مشہور رات میں فوت ہوا ہے کہ جس کو تم جانتے ہو کہ اسمیں حضرت عیسےٰ بن مریم کی روح اٹھائی گئی تھی۔ وہ رمضان کی ستائیسویں رات تھی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دار الامان - ۱۰ مئی سنہ ۱۹۲۰ء

مولوی ثناء اللہ کی بیہودہ وکالت
امرتسری فتنہ پردازوں کی طرف سے

ہم اپنی طرف سے ۱۴ - اپریل کے امرتسر کے واقعات کی بحث ختم کر چکے تھے - اور نہیں چاہتے تھے - کہ مولویان امرتسر اور ان کے سچے متبعین کی ناپاک اور مفسدانہ حرکات کی اور زیادہ تشریح و تشہیر کی جائے - مگر جناب مولوی ثناء اللہ صاحب چاہتے ہیں - کہ ابھی یہ بحث ختم نہ ہو - چنانچہ انہوں نے اس کے متعلق اپنے ۳۰ - اپریل کے اخبار میں خامہ فرسائی کی ہے اور اس میں اپنی یہودیانہ سرشت اور مولویانہ تحریف کے وہ جوہر دکھائے ہیں - جو امرتسر کے کسی اور کٹھ ملا کو نہیں سوجھے - مگر ہم بتائینگے - کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے کیسے کیسے دھوکے دئے ہیں - اور ساتھ ہی بعض ایسی باتیں بھی لکھ گئے ہیں - جن سے ان کے ہم نوا اور ہم جنس مولوی صاحبان کی اب تک کی تحریریں خاک میں مل جاتی ہیں ؛

مدعی سنت گمراہ جست

سب سے بڑی غلط بیانی جو مولوی ثناء اللہ نے اپنے مضمون میں بحوالہ وکیل کی ہے - وہ یہ ہے کہ امام جماعت احمدیہ نے اثناء تقریر میں فرمایا کہ :-

" خدا کو باپ ماننے کا عقیدہ مسلمانوں میں بھی ہے اور اسکی تائید میں ایک حدیث بیان کی - مولوی عطاء اللہ نے حدیث کا حوالہ دریافت کیا - مرزا صاحب حوالہ نہ دے سکے "

اور اس بات پر زور دیتے ہوئے کہ حدیث کا یہی مفہوم امام جماعت احمدیہ نے بیان کیا تھا - اور اصل مفہوم سے جس کی وکیل نے اپنے پرچہ میں خود تصریح کر دی ہے - اور جو ہمارے صیغہ تالیف و اشاعت کے ناظر صاحب نے اپنے اشتہار میں شائع کر دیا ہے - آنکھیں بند کر کے لکھ دیا ہے - کہ مولوی عطاء اللہ کو

" اس مضمون کی حدیث خلیفہ قادیان سے مطلوب تھی مگر پیش کیا کرتے ہیں - وہی جوان کے بابا جان بیان کرتے تھے - سوال ہوتا تھا - آپ مسیح موعود کیسے ہیں - جواب عیسیٰ مسیح فوت ہو گئے - چاول سفید ہیں تو زمین گول "

گویا مولوی ثناء اللہ کے نزدیک مولوی عطاء اللہ نے جس حدیث کا مطالبہ کیا تھا - اس کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس بات کی تائید میں پیش کیا تھا کہ :-

" خدا کو باپ ماننے کا عقیدہ مسلمانوں میں ہے "

لیکن اگر مولوی ثناء اللہ میں ایک شمہ بھی ایمان ہوتا - تو وہ ایسی یہودیت کے مرتکب نہ ہوتے - مگر ایمان کہاں - پھر اگر ذرہ بھر حیا ہی ہوتی اور دنیا کو دھوکہ دینے اور اس کی حقیقت کے کھلنے سے جو شرمندگی لاحق ہو سکتی ہے اس کا کچھ خیال ہوتا - تو وہ بات جس کو مولوی عطاء اللہ اپنے بیان مندرجہ وکیل میں خود غلط قرار دے چکے ہیں وہی ان کی طرف منسوب کر کے مدعی سست گواہ چست کی مثال کو تازہ نہ کرتے لیکن کس قدر حیرت کا مقام ہے - کہ جس شخص نے حدیث کا مطالبہ کیا - اور جو فتنہ و فساد اور شور و شر کا موجب ہوا - وہ تو اس مفہوم کو بیان نہیں کرتا - بالکل خلاف کہتا ہے - لیکن مولوی ثناء اللہ خواہ مخواہ ایک بات اسکے منہ میں ٹھونستے ہیں - جو بالکل غلط اور جھوٹ ہے - جس سے مولوی ثناء اللہ کی غرض جان بوجھ کر لوگوں کو دھوکہ دینا ہے - حالانکہ یہ بالکل غلط ہے - کہ ہمارے امام نے اپنے لیکچر میں یہ فرمایا - کہ خدا کو باپ ماننے کا عقیدہ مسلمانوں میں بھی ہے - بلکہ آپ نے یہ فرمایا تھا کہ عیسائیت میں خدا کو باپ قرار دیا گیا - اور مذاہب میں بھی یہ عقیدہ ہے مگر اسلام نے اس بارے میں جو تعلیم دی ہے وہ سب سے اعلیٰ ہے - اور وہ یہ کہ اگرچہ اسلام نے یہ بھی بتایا ہے - کہ خدا کو انسانوں سے اس سے بھی زیادہ محبت ہوتی ہے جتنی ایک ماں کو اپنے بچے سے ہوتی ہے - لیکن اس سے بہت بڑھ کر یہ بتایا ہے - کہ خدا تعالیٰ رب ہے اور رب کا تعلق اب (باپ) سے بہت اعلیٰ اور اکمل ہوتا ہے - جس سے ظاہر ہے - کہ عیسائیت کے مقابلہ میں اسلام کا عقیدہ " اولیٰ تر " ہے - اس موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح نے اس بات کے ثبوت میں کہ اسلام نے خدا تعالےٰ کا تعلق بندہ سے ماں کے رشتہ سے بھی بڑھ کر بتایا ہے - حدیث کا مضمون بیان فرمایا اب ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ حدیث کا وہ مفہوم جو مولوی ثناء اللہ نے پیش کیا ہے - اس موقع اور محل کے ہرگز مناسب نہیں ہے - اور نہ کچھ مطابقت رکھتا ہے - کیونکہ یہ بتاتے ہوئے کہ عیسائیت میں خدا کو باپ سمجھنے کا جو عقیدہ ہے اسلام میں اس سے اعلیٰ ہے - یہ نہیں کہا جا سکتا کہ " خدا کو باپ ماننے کا عقیدہ مسلمانوں میں بھی ہے " صاف ظاہر ہے کہ وہ عقیدہ جو خدا کے متعلق عیسائیوں میں پایا جاتا ہے - اسی کے متعلق اگر کہا جائے کہ مسلمانوں میں بھی ہے - تو پھر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اسلام کا عقیدہ عیسائیت کے مقابلہ میں اولیٰ تر ہے - اور جب یہ نہیں کہا جا سکتا - تو اس کی تائید میں کوئی حدیث کس طرح بیان کی جا سکتی ہے - لیکن افسوس کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے عداوت میں اندھے ہو کر اس بات کا تو کچھ بھی خیال نہ کیا - کہ کس موقع اور کس محل پر حدیث پیش کی گئی - اور وکیل کے رپورٹر کے ان الفاظ کو جو اپنے غلط ہونے کا آپ ثبوت ہیں - پلے باندھ لیا

مولوی ثناء اللہ کی تردید میں مولوی عطاء اللہ کا بیان

اس جگہ ہم اس بات کے ثبوت میں کہ وکیل کے رپورٹر نے جو الفاظ حدیث کے مفہوم کے متعلق لکھے اور جن پر مولوی ثناء اللہ نے اپنی دھوکہ دہی کی بنیاد رکھی - وہ بالکل غلط ہیں - اور حضرت خلیفۃ المسیح نے نہیں فرمائے - اپنی طرف سے کچھ نہیں لکھتے - ان کے غلط ہونے کے متعلق مولوی عطاء اللہ ہی کی شہادت پیش کرتے - جب وکیل کے رپورٹر کے مذکورہ بالا الفاظ شائع ہو گئے - تو اس سے دوسرے دن خود مولوی عطاء اللہ نے اس ہنگامہ کے متعلق اپنا جو بیان اسی اخبار وکیل میں شائع کرایا وہ یہ تھا کہ :-

" مرزا صاحب نے فرمایا - آئیں میں بتلانا چاہتا ہوں کہ

اسلام میں یہ عقیدہ کس طرح موجود ہے

چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے

کہ ایک عورت تھی جس کا لڑکا جنگ میں گم ہو گیا

تھا اور وہ اسکو تلاش کرتی پھرتی تھی۔ بہت

سرگردانی اور حیرانی کے بعد جب وہ لڑکا اس کو ملا

تو وہ اس کو پیار کرتی تھی۔ اسوقت حضرتؐ نے فرمایا

کہ اللہ کو اپنے بندوں کی اس ماں سے زیادہ

محبت ہے۔

مینے سوال کیا کہ روایت کا حوالہ دیجئے۔"

(وکیل ۱۸-اپریل سنہ ۱۹۲۰ء)

اب ظاہر ہے کہ مولوی عطاء اللہ جو اصل بانی اس فساد اور جھگڑے کے ہیں۔ وہ خود اپنے بیان میں شایع کرتے ہیں کہ "مرزا صاحب" نے یہ نہیں کہا کہ "خدا کو باپ ماننے کا عقیدہ مسلمانوں میں بھی ہے" بلکہ یہ کہا ہے کہ خدا ماں سے زیادہ اپنے بندوں پر مہربان ہے۔ لیکن مولوی ثناء اللہ جو کہتے ہیں کہ میں لیکچر گاہ میں نہ تھا۔ وکیل کے رپورٹر کے غلط الفاظ کو صحیح سمجھتے ہیں۔ لیکن حدیث کا مطالبہ کرنے والے کے تحریری بیان کو جھٹلاتے ہیں۔ کیا یہ ان کے لئے ڈوب مرنے کا مقام نہیں کہ وہ پندرہ دن کے بعد ایک رپورٹ لکھنے بیٹھتے ہیں۔ اور اسمیں وہی غلطیاں دُہراتے ہیں۔ جس کی وہ شخص خود تردید کر چکا ہے۔ جس کی وکالت کے لئے انہیں یہودیت کا مظاہرہ کرنے کے لئے میدان میں نکلنا پڑا۔

ممکن ہے خیال کیا جائے کہ مولوی ثناء اللہ نے وکیل کے رپورٹر کے غلط الفاظ کو اس لئے درست تسلیم کر لیا ہو گا۔ کہ مولوی عطاء اللہ نے اپنا جو بیان شایع کیا ہے وہ ان کی نظر سے نہ گذرا ہو گا۔ ورنہ کس طرح ممکن تھا کہ وہ اس قدر دیدہ دلیری سے کام لیتے۔ کہ مدعی کے اپنے بیان کو چھوڑ کر ایک دوسرے کے غلط بیان کو صحیح تسلیم کر لیتے۔ اور اس کی جو اصلاح کی گئی۔ اس کو بھی نظر انداز کر دیتے۔ لیکن یہ معلوم کر کے ناظرین نہایت ہی متعجب ہونگے۔ کہ مولوی عطاء اللہ کا وہ بیان نہ صرف مولوی ثناء اللہ کی نظر سے گذرا ہے۔ بلکہ اس کو انھوں نے اپنے اخبار میں نقل بھی کیا ہے۔ لیکن کس طرح؟ اس حصہ کو چھوڑ کر جسمیں مولوی عطاء اللہ نے حدیث کا مفہوم بیان کیا ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ مولوی ثناء اللہ نے اس بات کا پورا پورا علم رکھنے کے باوجود کہ جو مفہوم وہ پیش کر رہے ہیں وہ بالکل غلط ہے۔ اور اس کی تردید مولوی عطاء اللہ کے بیان سے ہو رہی ہے۔ محض دھوکہ دینے کے لئے پیش کر دیا۔ جس سے ان کی دیانت اور امانت کا پردہ چاک ہو گیا +

مولوی ثناء اللہ کی بددیانتی کی مزید تشریح

مولوی ثناء اللہ کی بددیانتی ثابت کرنے کیلئے ہمارا اتنا لکھنا ہی کافی ہے کیونکہ ہم نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ جو بات وہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی طرف منسوب کرتا ہے۔ اسی کی تردید مولوی عطاء اللہ نے اپنے بیان میں کر دی ہے۔ اور مولوی ثناء اللہ نے باوجود اس تردید سے آگاہ ہونے کے اس کی کوئی پرواہ نہیں کی۔ لیکن اس جگہ ہم ایک اور طریق سے بھی مولوی ثناء اللہ کی اس بیہودہ سرائی کی تردید کر دینا چاہتے ہیں۔ اور وہ بھی مولوی عطاء اللہ ہی کے بیان سے۔ چنانچہ ۲۰-اپریل کے وکیل کے صفحہ چہارم پر "بھسم کر ڈالنے والی آگ" کی تشریح اور توضیح" کے عنوان سے ایک مضمون ایڈیٹر صاحب وکیل نے لکھا جس میں وہ لکھتے ہیں کہ:-

"مولوی عطاء اللہ کہتے ہیں کہ میرزا صاحب کے الفاظ یہ تھے کہ اسلام کا عقیدہ اعلیٰ تر ہے۔"

یعنے عیسائیوں کا جو یہ عقیدہ ہے کہ خدا باپ ہے مسلمانوں کا عقیدہ اس سے متعلق "اعلیٰ تر ہے۔" اب ظاہر ہے کہ اگر امام جماعت احمدیہ نے یہ کہا ہوتا۔ کہ خدا کو باپ ماننے کا عقیدہ مسلمانوں میں بھی ہے۔ جیسا کہ وکیل کے رپورٹر نے سمجھا۔ اور جسے مولوی ثناء اللہ صاحب باوجود وکیل میں ہی اس کی تردید ہو جانے کے اسے لے اُڑے تو مولوی عطاء اللہ جو حوالہ حدیث کے مطالبہ کے نام سے جلسہ گاہ میں فتنہ کے بانی ہوئے یہ نہ کہتے کہ مرزا صاحب نے کہا کہ اسلام کا "عقیدہ اعلیٰ تر ہے"۔ کیونکہ اسلام کا عقیدہ اعلیٰ تر تبھی ہو سکتا ہے یا کہا جا سکتا ہے۔ جبکہ کہا جائے۔ کہ اگر عیسائی خدا کو باپ کہتے ہیں تو اسلام رب کہتا ہے۔ اور ابوت کی نسبت ربوبیت کا درجہ بہت بلند اور اعلیٰ و اعلیٰ ہے۔ اس سے بھی ظاہر ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے وہ بات نہیں فرمائی تھی۔ جو مولوی ثناء اللہ حضور کی طرف منسوب کرتے ہیں +

ایک احمدی ڈپٹی صاحب پر مولوی ثناء اللہ کا کمینہ حملہ

اسی کے ساتھ مولوی ثناء اللہ نے ایک احمدی سرکاری افسر کے متعلق بھی غلط فہمی پھیلانے کی کوشش کی ہے۔ اور محض اس لئے کہ وہ احمدی ہیں۔ ان پر حملہ کرنا اپنا ایمان سمجھا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:-

"وکیل مورخہ ۲۰-اپریل میں ایک احمدی ڈپٹی صاحب کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ جو آج کل امرتسر میں ای اے سی ہیں۔ آپ میاں محمود خلیفہ قادیان کے بڑے راسخ مُرید ہیں۔ میں نے اسی روز آپ کی نسبت سُنا تھا کہ آپ نے فوراً ہی سارجنٹ کو کہا کہ میں تم کو حکم دیتا ہوں کہ عطاء اللہ کو گرفتار کر لو"

سبحان اللہ! کیا مولویت ہے وکیل کی ۲۰-اپریل کی اشاعت کی طرف اشارہ تو فرماتے ہیں۔ کہ اس میں احمدی ڈپٹی صاحب کا ذکر ہے۔ لیکن وکیل نے ڈپٹی صاحب کے متعلق جو تحقیقی بیان شایع کیا ہے۔ اس کو نظر انداز کر کے اپنی مسخ شدہ فطرت سے مجبور ہو کر ایک منگھڑت اور خود ساختہ بات پیش کر دیتے ہیں۔ جس سے ان کی مفتریانہ شان خوب اچھی طرح نمایاں ہو رہی ہے۔ وکیل کی جس اشاعت کی طرف مولوی صاحب نے اشارہ کیا ہے۔ اسے اگر عداوت اور کینہ کی عینک اُتار کر پڑھ لیتے۔ تو اسقدر بیہودہ سرائی کی انہیں ضرورت نہ رہتی۔ لیکن افسوس تو یہی ہے۔ کہ ہماری عداوت اور دشمنی میں ان کو کچھ نظر ہی نہیں آتا۔ ناظرین اخبار وکیل کے حسب ذیل اقتباس کو جو اس نے احمدی ڈپٹی صاحب کے متعلق لکھا ہے پڑھیں اور دیکھیں کہ اس کے مقابلہ میں مولوی ثناء اللہ صاحب کا واویلا جو ہماری عداوت اور بغض میں جل کر راکھ ہو رہے ہیں۔ کیا حقیقت رکھتا ہے۔ اخبار وکیل لکھتا ہے۔

"ڈپٹی صاحب کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے مولوی عطاء اللہ صاحب کو حوالہ دئے جانے پر مصر دیکھ کر ایک سپاہی کو ان کی گرفتاری کا حکم دیا تھا۔ چونکہ اس بات کی اشاعت ایک بڑی ذمہ داری

کام تھا۔ اسلئے ہم نے بلا تحقیق اس واقعہ کا ذکر مناسب نہ سمجھا۔ اب ہمیں بہت سے اصحاب سے جو جلسہ میں موجود تھے۔ یہ بالتحقیق معلوم ہوا ہے کہ ڈپٹی صاحب نے گرفتاری کا حکم نہیں دیا تھا بلکہ صرف یہ کہا تھا کہ مولوی صاحب کو بٹھا دو یا ہال سے نکال دو"۔

مقام غور ہے کہ اخبار وکیل جس کا حوالہ مولوی ثناء اللہ دیتے ہیں۔ صاف الفاظ میں کہتا ہے کہ ہم نے بہت سے اصحاب سے تحقیق کی۔ تو معلوم ہوا۔ کہ ڈپٹی صاحب نے گرفتاری کا کوئی حکم نہیں دیا۔ بلکہ صرف بٹھانے کے لئے کہا۔ اب اخبار وکیل کے اس بیان کے مقابلہ میں مخالفین اور ایسے مخالفین کا کوئی بیان جن سے امرتسر میں ہمارے خلاف تہذیب وانسانیت سے گری ہوئی حرکات سرزد ہوئیں۔ کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ اخبار وکیل ہمارا اخبار نہیں ہے۔ اور نہ ہمارے ساتھ اس کو مذہبی لحاظ سے کوئی تعلق ہے۔ ہاں وہ ان لوگوں میں سے بھی نہیں ہے۔ جو تہذیب اور شرافت اور ... انصاف کو جواب دے بیٹھتے ہیں۔ اس لئے جو کچھ اس نے لکھا ہے۔ وہ مولوی ثناء اللہ اور ان کے چیلوں کے کہنے کے مقابلہ میں بہت باوقعت ہے۔ پھر جبکہ اس نے اچھی طرح تحقیق کرنے کے بعد لکھا ہے۔ باوجود اس قدر ایک امر کے متحقق ہو جانے کے مولوی ثناء اللہ کا "احمدی ڈپٹی صاحب" کی طرف غلط بات منسوب کرنا اور ان کے خلاف عوام کا جوش بھڑکانا انہیں حق دیتا ہے۔ کہ وہ سرکاری طور پر اہل حدیث کے ایڈیٹر کی گوشمالی کرائیں۔ مگر ہم جانتے ہیں کہ احمدی عفو سے کام لینا بہ نسبت انتقام کے زیادہ پسند کرتے ہیں۔

مفسدوں کے بارادہ فساد آنے کے متعلق مولوی ثناء اللہ کی شہادت

مولوی ثناء اللہ نے اپنے اسی مضمون کی تمہید میں لکھا ہے کہ "۱۹ اپریل کو شہر امرتسر میں بڑی دھوم دھام تھی کہ آج خلیفہ قادیان کا لیکچر ہوگا"۔ ہم پوچھتے ہیں وہ دھوم دھام کس قسم کی تھی۔ کیا لوگ خوش تھے۔ کہ لیکچر ہوگا۔ یا مخالفت کے لئے تیار ہو رہے تھے۔ اگر مولوی ثناء اللہ کے اس بیان کو باور کیا جائے۔ کہ "بہت سے لوگ بڑے شوق سے سننے کی تیاری کر کے گئے"۔ تب تو اس دھوم دھام کے یہ معنے ہونگے۔ کہ اکثر لوگ تو حضرت خلیفۃ المسیح کا لیکچر سننے کے لئے بے تاب تھے۔ مگر بعض اشرار نے اپنی شرارت سے وہ کیفیت پیدا کر دی۔ جس کے متعلق مولوی ثناء اللہ کے ہی یہ الفاظ کافی ہیں کہ "وہاں پر کیا ہوا؟ جن لوگوں نے اس نظارہ کو دیکھا۔ ان کا بیان ہے کہ وہ نقشہ بیان میں نہیں آسکتا"۔ لیکن اگر مولوی ثناء اللہ کے دوسرے بیان کو سچا سمجھا جائے۔ کہ "خلیفہ قادیان برامرتسری مسلمانوں کی برافروختگی کی وجہ وہ کتاب تھی جس کا نام انوار خلافت ہے"۔ تو اس دھوم دھام کے یہ معنے ہونگے۔ کہ فتنہ انگیز گروہ بڑی دھوم دھام اور سازوسامان کے ساتھ پختہ ارادہ سے جلسہ میں آیا تھا۔ کہ شرارت سے وہ حالت پیدا کرے۔ جس کا نقشہ بیان میں نہیں آسکتا۔ بہرحال کوئی سی صورت ہو۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ مولوی ثناء اللہ کے نمایندے حسب بیان مولوی ثناء اللہ لیکچر گاہ میں لیکچر سننے کے لئے نہیں آئے تھے۔ بلکہ محض شرارت کے لئے آئے تھے جو انہوں نے برپا کی۔

امرتسری فتنہ پردازوں نے کیوں فتنہ برپا کیا

سب سے عجیب بات جو مولوی ثناء اللہ نے اپنے مضمون میں لکھی ہے وہ یہ ہے کہ "خلیفہ قادیان کے لیکچر پر مسلمان اتنے کیوں برافروختہ ہوئے۔ اس کی وجہ بتانا ہمارا فرض ہے۔

میاں محمود خلیفہ قادیان نے ایک کتاب "انوار خلافت" لکھی ہے۔ جس میں مسلمانوں کے حق میں بہت سخت کلامی کی ہے۔ چنانچہ اس کے چند فقرات یہ ہیں:۔

"غیر احمدی (مسلمانوں) کے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہیں۔ جائز نہیں"

"ہمارا فرض ہے کہ ہم غیر احمدی (منکرین مرزا) کو (مسلمان) نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ کیونکہ وہ ہمارے نزدیک خدا تعالےٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں۔ غیر احمدیوں کا جنازہ پڑھنا جائز نہیں۔ لڑکی دینا بھی جائز نہیں"۔ (صفحات ۸۹ تا ۹۳) یہ ہیں ناشائستہ دل آزار کلمات۔ جو مسلمانوں کو برافروختہ کر رہے ہیں۔ ورنہ امرتسر جیسے شہر میں ہر کوئی تقریر کر جاتا ہے۔ چنانچہ ۲۲ فروری ۱۹۲۰ء کو میاں محمود کا لیکچر امرتسر میں ہوا۔ جس کا ذکر قادیانی اخبار الفضل نے ۲۶ فروری کے پرچہ میں بڑے فخر سے کیا تھا۔ اسوقت مسلمانوں کو ان ذات شریف کے یہ کلمات دل آزار نہ پہنچے ہونگے"۔

مندرجہ بالا سطور میں جو الفاظ حضرت خلیفۃ المسیح کی کتاب میں سے مولوی ثناء اللہ نے پیش کئے ہیں۔ ان میں سے کونسا لفظ ایسا ہے۔ جس کو "ناشائستہ اور دل آزار" کہا جاسکتا ہے۔ اس کے متعلق کچھ کہنے سے قبل ہم یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ جس کتاب کے فقرات کو مولوی ثناء اللہ نے مسلمانان امرتسر کی برافروختگی کا موجب قرار دیا ہے وہ کب شایع ہوئی۔ کیا ان دنوں میں جن میں لیکچر ہونا تھا یا لیکچر سے پندرہ بیس دن یا مہینہ دو مہینہ چھ مہینے پہلے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ کتاب ۱۹۱۶ء میں شایع ہوئی گویا اس کو شایع ہوئے قریباً چار برس کا عرصہ گذر چکا ہو بس اس کتاب کی کسی عبارت کو برافروختگی کا موجب قرار دینا مولوی ثناء اللہ کی دہا یا نہ کوتاہ عقلی کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ حالانکہ آپ ہی یہ بھی لکھتے ہیں۔ کہ اسی سال فروری میں بھی ایک لیکچر اسی کتاب کے مصنف کا ہوا۔ مگر اس وقت فتنہ نہیں ہوا تھا۔

اقبالی ڈگری۔ فتنہ کے بانی مولوی ثناء اللہ نکلے

اگر فتنہ برپا ہونے کا موجب یہ کتاب تھی۔ تو کیوں فروری میں امن وامان کے ساتھ لیکچر ہو گیا۔ اس کی وجہ مولوی ثناء اللہ یہ بیان کرتے ہیں کہ:

"اسوقت مسلمانوں کو ان ذات شریف کے یہ کلمات دل آزار نہ پہنچے ہونگے"۔

کیا ہی معقول وجہ ہے۔ اس کو تسلیم کرنے سے کوئی انکار کر سکتا ہے؟ لیکن دریافت طلب امر صرف یہ ہے۔ کہ جب امرتسری لوگوں کو ساڑھے تین سال کے عرصہ میں اس کتاب میں درج شدہ دل آزار کلمات کا علم نہ ہوا۔ اور انہوں نے

ماہ فروری میں امن کے ساتھ لیکچر ہونے دیا۔ تو پھر دوسرے لیکچر کے وقت تک جو ایک ہی ماہ بعد ہوا ان لوگوں کو ان کلمات کا کیسے پتہ لگ گیا۔ اور کس نے انہیں بتادیا۔ ظاہر ہے۔ کہ بتانیوالے یہی مولوی ثناء اللہ چودھویں صدی کے یہودی ہونگے۔ پس اگر مولوی ثناء اللہ صاحب کا یہ کہنا درست تسلیم کرلیا جائے۔ کہ امرتسری فتنہ برافروختگی کی وجہ وہ کتاب ہوئی۔ جس کا مولوی صاحب نے حوالہ دیا ہے۔ تو یہ بھی ماننا پڑے گا۔ کہ اس کتاب کے ذریعہ لوگوں کو برافروختہ کرکے فتنہ برپا کرانے اور فساد پر آمادہ کرنے والے مولوی صاحب ہی تھے۔ جنہوں نے اس کتاب کو آڑ قرار دے کر ہمارے خلاف امرتسر کے عوام کو جوش اور اشتعال دلایا۔ اور پھر خود اقبال کرلیا کہ اس فتنے کے پیچھے اگر کوئی شیطانی روح کام کررہی تھی۔ تو وہ اس چودھویں صدی کے یہودی کی روح تھی۔ اور وہی ہمارے خلاف لوگوں کو اشتعال دلاکر آمادہ فساد کرنے والے تھے۔ اس کے علاوہ ایک اور بات سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ جو یہ ہے۔ کہ ماہ فروری میں جب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا امرتسر میں لیکچر ہوا۔ اسوقت مولوی ثناء اللہ امرتسر میں نہ تھے۔ اس لئے کسی قسم کی بدامنی اور فتنہ نے سر نہ اٹھایا۔ اور نہ کوئی شورش ہوئی۔ لیکن ۱۴۔ اپریل کو چونکہ "یہ ذات شریف" امرتسر موجود تھے۔ اس لئے انہوں نے عوام کو بھڑکا کر آمادہ فساد کردیا۔ اس کے سوا ۲۲ فروری اور ۱۴۔ اپریل کے درمیانی ایام میں اور کوئی نئی بات نہیں پیدا ہوئی۔ جس کو امرتسری لوگوں کے فتنہ برپا کرنے کی وجہ قرار دیا جائے۔ ممکن ہے۔ مولوی ثناء اللہ کو اس پر فخر ہو کہ میں نے فتنہ کھڑا کرکے بڑا کام کیا۔ لیکن وہ ذرا گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ مفسد فتنہ پرداز لوگوں کے متعلق اسلام کا کیا فتویٰ ہے۔ اور سمجھدار اور فہمیدہ انسان انہیں کس نظر سے دیکھتے ہیں۔

کیا "انوار خلافت" میں کسی کی دل آزاری کی گئی ہے

مولوی ثناء اللہ نے انوار خلافت کے جن صفحات کی عبارت کا خلاصہ پیش کیا ہے اور اس کو ناشائستہ اور دل آزار قرار دیا ہے۔ قطع نظر اس کے کہ اہل انصاف کے نزدیک محولہ عبارت کہاں تک ناشائستہ اور دل آزار کہلانے کی مستحق ہے۔ ہم حوالہ کی پوری عبارت ذیل میں نقل کرتے ہیں تاکہ پبلک کو معلوم ہو جائے۔ کہ انوار خلافت کا مصنف اپنے متبعوں کو ناشائستگی اور دل آزاری سکھاتا ہے۔ یا شائستگی اور ہمدردی۔ انصاف اہل انصاف پر ہے

حضرت خلیفۃ المسیح احمدیوں اور غیر احمدیوں کے باہمی تعلقات کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"غیر احمدیوں کا اس بات پر چڑنا کہ ہم ان کے پیچھے نماز کیوں نہیں پڑھتے۔ ایک لغو امر ہے۔ وہ غیر احمدی جو یہ سمجھتا ہے کہ مرزا صاحب جھوٹے ہیں وہ ہم کو مسلمان کیونکر سمجھتا ہے۔ اور کیوں اس بات کا خواہاں ہے کہ ہم اس کے پیچھے نماز پڑھیں۔ ہمارا اس کے پیچھے نماز پڑھ لینا اسے کیا فائدہ پہونچا سکتا ہے۔ ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں۔ یہ دین کا معاملہ ہے۔ اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے۔ لیکن اس کے یہ معنے نہیں۔ کہ **غیر احمدیوں سے ہم دیگر دنیاوی اور تمدنی تعلقات منقطع کردیں۔** آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تو عیسائیوں کو بھی اپنی مسجد میں نماز پڑھنے کی اجازت دیدی تھی۔ پس جب باوجود اس قدر اختلاف کے دین میں ایک دوسرے کو مذہبی سہولتیں بہم پہونچانے کا حکم ہے۔ تو دنیاوی تعلقات کو ترک کرنا کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔ **دوسروں سے محبت کرو۔ پیار کرو۔ ان کی مصیبت کے وقت ان کے کام آؤ۔ بیمار کا علاج کرو۔ بھوکے کو روٹی کھلاؤ۔ ننگے کو کپڑا پہناؤ۔ ان باتوں کا تمہیں ضرور ثواب ملیگا۔** لیکن دین کے معاملہ میں تم ان کو اپنا امام نہیں بنا سکتے۔"

(انوار خلافت صفحہ ۹۰-۹۱)

کیا یہ ناشائستہ الفاظ ہیں۔ کیا یہ دل آزار باتیں ہیں۔ اگر انہی باتوں کا نام ناشائستگی اور دل آزاری ہے۔ تو ہم ایسی ناشائستگی اور دل آزاری کو بہت خوشی سے قبول کرنے کو تیار ہیں مگر اس شائستگی پر ہم ہزار لعنت بھیجتے ہیں۔ جس کی تعریف عقلاء "غلیظ گالیوں" کے الفاظ میں کریں۔ جو لوگ ایسی غلیظ گالیاں دینے کے عادی ہوں۔ جیسی امرتسر میں ہمیں دی گئیں۔ ان کے لئے بیشک "انوار خلافت" کے یہ الفاظ ناشائستہ ہونگے مگر ہم مجبور ہیں۔ کہ ایسے ہی الفاظ استعمال کریں۔ اور مولوی ثناء اللہ اور ان کے ہم نوا اور ان کے قائم مقام اور جانشینوں کی اس شائستگی کو نفرت کی نگاہ سے دیکھیں۔ جس کا نمونہ انہوں نے ۱۴۔ اپریل کو اپنی گلی میں دکھادیا۔

ثنائی کذب بیانی

اسی مضمون میں جناب مولوی ثناء اللہ بعنوان حاشیہ "قادیانی کذب بیانی" فرماتے ہیں:۔

"میں اور میں نے جہاں تک سنا ہے۔ شہر کا کوئی اور اہل حدیث عالم جلسہ تقریر میں نہ تھا۔ تاہم اس الہامی پارٹی نے مولوی عطاء اللہ اور ان کے ساتھیوں کی کارروائی کا ان لفظوں میں ذکر کیا ہے۔ "بخاری مسلم کی اس شہادت کے بعد اہل حدیث فرقہ کے وہ علماء جن کے نمایندے نے لیکچر گاہ میں شور مچایا۔ کیا جواب دینگے۔"

کذب بیانی کا عنوان تو مقرر فرمادیا۔ لیکن اس کے نیچے جو کچھ لکھا گیا۔ اس سے ظاہر ہے۔ جو الزام ہم پر لگایا گیا ہے اس کے مرتکب خود مولوی ثناء اللہ ہورہے ہیں۔ اگر ہم نے کہیں یہ لکھا ہوتا۔ کہ مولوی ثناء اللہ اور دوسرے وہابی مولوی جلسہ تقریر میں موجود تھے۔ تو وہ یہ کہکر اس کو "کذب بیانی" کہہ سکتے تھے۔ کہ میں اور میں نے جہاں تک سنا ہے۔ شہر کا کوئی اور اہل حدیث عالم جلسہ تقریر میں نہ تھا۔" لیکن جب ہم نے یہ لکھا ہی نہیں۔ تو پھر ہم پر کذب بیانی کا الزام کس طرح عائد ہو سکتا ہے۔

مولوی ثناء اللہ کا قائم مقام مولوی عطاء اللہ

ہاں ہم نے یہ لکھا ہے

کہ لیکچر گاہ میں شور مچانیوالے علماء گروہ اہل حدیث امرتسر کے نمائندے تھے ۔ اور اس میں کیا شک ہے کہ وہ لوگ اور خصوصاً مولوی عطاء اللہ مولوی ثناء اللہ کا پورا پورا حق نمائندگی ادا کر رہا تھا ۔ مولوی ثناء اللہ نے "بکمال چالاکی جلسہ تقریر میں آنے سے انکار کیا ہے ۔ مگر جہاں ان کے شاگرد رشید اور صحیح قائم مقام مولوی عطاء اللہ باہر اپنے رفقاء فتنہ آرائی میں مصروف تھے ۔ اور انگارے گالیوں کی غلاظت اگل رہے تھے ۔ وہاں آنے سے انہوں نے انکار نہیں کیا ۔ اور نہ کر سکتے ہیں ۔ کیونکہ اس جگہ آنے اور ان کا آنا مع ان تمام حرکات کے جو اس وقت ان سے سرزد ہوئیں ۔ دیکھنے والوں کو خوب یاد ہیں ۔ مگر چونکہ مطابہ حدیث میں عطاء اللہ سے جو غلطی ہوئی ۔ وہ ایک ایسی احمقانہ اور جاہلانہ غلطی ہے ۔ جس سے اس کی اور اس کے استادوں کے علم ۔ اخلاق اور انسانیت کی پردہ دری ہوئی ۔ اس لئے وہی مولوی ثناء اللہ جو ہال کے باہر اس وقت مولوی عطاء اللہ کی کارگذاری پر جھوم رہا تھا ۔ اور لوگوں کی "مبارکبادوں" کے نیچے دبا ہوا تھا اب مولوی عطاء اللہ سے اتنا بیزار ہو گیا ہے کہ بے اختیار اس کے قلم سے یہ نکل گیا ۔

"الہامی پارٹی نے یہ ظاہر کیا ہے کہ ان کے لیکچر میں خلل اندازی اہل حدیث گروہ نے کی ہے ۔ اور انہوں ہی نے اپنے نمائندے بھیجے تھے اور مولوی عطاء اللہ مولوی ثناء اللہ کا شاگرد ہے ۔ حالانکہ یہ سب جھوٹ ہے ۔ نہ ہمارا اہلحدیث نے نمائندے بھیجے نہ مولوی عطاء اللہ میرا کبھی اور اہل حدیث عالم کا شاگرد ہے ۔"

کیا یہ مولوی عطاء اللہ کی بدقسمتی نہیں ہے ۔ کہ مولوی ثناء اللہ اس طرح اس سے اپنی بیزاری اور علیحدگی کا اعلان کرتے ہیں جس طرح کسی قانونی شرعی یا اخلاقی مجرم سے علیحدگی اختیار کی جاتی ہے ۔ حالانکہ صاف بات ہے کہ اگر مولوی عطاء اللہ اس لحاظ سے مولوی ثناء اللہ کے شاگرد نہ بھی ہوں کہ ان سے کچھ پڑھا ہو ۔ تو بھی اس میں کیا شک ہے ۔ کہ مولوی عطاء اللہ نے جو کچھ کیا ۔ وہ اسی فرض کی ادائیگی کے لئے کیا ۔ جسے مولوی ثناء اللہ سالہا سال سے ادا کر رہے ہیں ۔ پس جبکہ انہوں نے وہی کام کیا ۔ جو مولوی ثناء اللہ کا فن خاص ہے ۔ تو مولوی عطاء اللہ کے ان کا شاگرد ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے ۔ علاوہ ازیں جب ہال کے باہر مولوی عطاء اللہ کا ہنگامہ ہو رہا تھا ۔ اس وقت مولوی ثناء اللہ اس جگہ دیکھے گئے ۔ اور ان کی آمد پر ان کو ان الفاظ میں مبارکباد دی گئی ۔ کہ مولوی صاحب مبارک ہو ۔ آپ کے شاگرد نے خوب کام کیا ۔ پس ممکن ہے کہ ثناء اللہ صاحب سے اس نے کچھ نہ پڑھا ہو ۔ مگر اس میں شک نہیں ۔ کہ اپنے رویہ کے لحاظ سے شاگردی سے بڑھ کر استادی کا درجہ پانے کا مستحق ہو گیا ۔

مولوی ثناء اللہ امرتسری نے فتنہ پردازوں کی قلعی کھول دی

امرتسری مولویوں اور ان کے اتباع کی ان بے ہودہ حرکات کو جائز قرار دینے کے لئے جو ان سے ۱۴ ۔ اپریل کو سرزد ہوئیں ۔ مولوی ثناء اللہ نے جھوٹ اور غلط بیانی اور دھوکہ دہی سے خوب ہی کام لیا ہے ۔ لیکن خدا کی قدرت دیکھئے ۔ مولوی ثناء اللہ کے قلم سے ہی ان لوگوں کی قلعی کھلوا دی ۔ جن کی وکالت کرنے کے لئے وہ کھڑے ہوئے تھے ۔ مضمون کے اخیر میں لکھتے ہیں :-

"اصل یہ ہے کہ خلیفہ قادیان کو ۲۲ ۔ فروری کے شریفانہ برتاؤ سے امرتسر کی نسبت بدظنی پیدا ہوئی تھی ۔ کہ اہالی امرتسر ۔ اب اپنے اصل اسلام سے ڈگمگا کر قادیان کی طرف جھک گئے ہیں ۔ جیسا ۲۶ ۔ فروری کے الفضل سے معلوم ہوتا ہے ۔ اس لئے حضرت نے دکھا دیا کہ مسلمانان امرتسر گو تعمیل مذہب میا کمزور ہیں ۔ لیکن قادیانی مدافعت کے لئے کافی طاقت رکھتے ہیں ۔"

اس سے کیا ظاہر ہوتا ہے یہی کہ ۲۲ ۔ فروری کو جو رویہ مسلمانان امرتسر نے اختیار کیا ۔ یعنی لیکچر میں کسی قسم کا فتنہ کھڑا نہیں کیا تھا ۔ بلکہ خاموشی اور امن سے سنا تھا ۔ وہ "شریفانہ برتاؤ" تھا ۔ لیکن چونکہ بقول مولوی ثناء اللہ اس شریفانہ رویہ سے اہالی امرتسر کے متعلق غلط فہمی پیدا ہو گئی تھی ۔ اس لئے انہوں نے ضروری سمجھا کہ ۱۴ ۔ اپریل کو "شریفانہ برتاؤ" نہ کریں ۔ بلکہ اس کے برخلاف کریں ۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا ۔ اور ثابت کر دیا کہ ان سے "شریفانہ برتاؤ" کی امید رکھنا غلطی ہے ۔ وہ ہرگز ایسا کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں ۔ یہ ہم اپنی طرف سے نہیں کہہ رہے ۔ مولوی ثناء اللہ کے مذکورہ بالا الفاظ یہی ظاہر کر رہے ہیں ۔

یہ قادیانی مدافعت کی طاقت نہیں بلکہ احمدیت کے مقابلہ میں عجز کی علامت ہے

اپنے الفاظ میں مولوی ثناء اللہ نے "اہالی امرتسر" کے اس برتاؤ کی جو بقول ان کے "شریفانہ برتاؤ" کے خلاف تھا ۔ اس طرح تعریف کی ہے کہ :-

"مسلمانان امرتسر گو تعمیل مذہب میں کمزور ہیں ۔ لیکن قادیانی مدافعت کے لئے کافی طاقت رکھتے ہیں ۔"

اس کے متعلق ہم صرف اتنا ہی کہدینا کافی سمجھتے ہیں کہ اگر "قادیانی مدافعت کے لئے کافی طاقت" کا یہی ثبوت ہے کہ شرافت اور تہذیب کو بالائے طاق رکھ کر گندی سے گندی اور فحش سے فحش گالیاں دی جائیں ۔ تو ہم ماننے کے لئے تیار ہیں ۔ کہ مولوی ثناء اللہ اور ان کے ساتھیوں میں یہ طاقت کافی طور پر پائی جاتی ہے ۔ لیکن اگر یہ حق کے مقابلہ میں باطل پرستوں کی علامت ہے ۔ اور دلائل اور براہین کا جواب دینے کی طاقت نہ رکھنے کا ثبوت ہے ۔ تو مولوی ثناء اللہ کو اس پر خوش نہیں ہونا چاہیئے ۔ بلکہ ماتم کرنا چاہیئے ۔ کہ احمدیت کے مقابلہ میں وہ دلائل سے عاجز آکر گالیوں اور بدزبانیوں بلکہ فتنہ پردازیوں پر اتر آئے ہیں جو ہمیشہ سے جھوٹے اور ناحق کوش لوگوں کی علامت چلی آتی ہے ۔

لیکچر گاہ سے حضرت خلیفۃ المسیح کا واپس آنا

بالآخر مولوی ثناء اللہ نے لیکچر کے اختتام اور احمدیوں کے اپنے مکان پر جانے کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے ۔ فرماتے ہیں کہ :-

"آہ کیسا دلفریب نظارہ تھا کہ خلیفہ قادیان کے لئے جو موٹر لائی گئی تھی ۔ ہجوم دیکھکر وہ پہلے ہی رفو چکر ہوئی ۔ ہجوم لیکچر ہال کے گرد مولوی

عطاء اللہ کی تقریر سن رہا ہے۔ خلیفہ جی کو نکلنے کا راستہ نہیں۔ آخر پولیس افسروں کی حکمت عملی سے ہجوم ادھر ادھر ہوا۔ تو خلیفہ جی اپنے مریدوں اور پولیس کے حلقوں میں خراماں خراماں ڈیرے تک (جو جلسہ گاہ سے پچاس ساٹھ گز کے فاصلہ پر ہو گا) جاسکے۔ غالباً اسی شب کو خاموشی سے ریل پر سوار ہو کر اپنے والا کی طرح امرتسر کو مخاطب کرکے یہ شعر پڑھتے ہوئے قادیان کو چلے گئے۔

نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے تھے لیکن
بہت بے آبرو ہو کر ترے کوچہ سے ہم نکلے "

وہ نظارہ جو ۲۸۔ اپریل کو ہمارے مخالفین نے دکھایا اس کے مقابل کہنا مولوی ثناء اللہ جیسے شریف انسان کا ہی کام ہو سکتا ہے۔ باقی رہا یہ کہ ہمارے امام کی سواری کے لئے جو موٹر آیا تھا۔ وہ واپس چلا گیا۔ اور حضور پیدل بالفاظ مولوی ثناء اللہ خراماں خراماں قیام گاہ پر تشریف لے گئے اس سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ ان "قردۃ خاسئین" کی حرکات ہمارے لئے ذرہ بھی اضطراب اور گھبراہٹ کا موجب نہ تھیں یہی وجہ تھی کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایسے وحشی مجمع میں سے بجائے سواری پر جانے کے پیدل اور وہ بھی بالفاظ مولوی ثناء اللہ خراماں خراماں اپنے قیام گاہ تک تشریف لے گئے

ذلت مخالفین کی ہوئی

آخر میں مولوی ثناء اللہ نے حضرت اقدس مسیح موعود کے الہام انی مھین من اراد اھانتک پر بھی ہنسی اڑائی ہے اور لکھا ہے کہ:-

"توہین کرنیوالے بجائے ذلیل ہونے کے عزیز ہوتے ہیں"

لیکن ہم کہتے ہیں۔ العاقبۃ للمتقین پر نظر رکھئے۔ اور اپنی اور اپنے پیرؤوں کی انسانیت اور شرافت سے گری ہوئی حرکات پر فخر کرنے کی بجائے رویئے۔ اپنے گھر میں بیٹھ کر حملہ آور کو کوسنا اور منہ چڑانے سے اسکی عزت میں نہ کبھی فرق آیا ہے اور نہ اب آسکتا ہے۔ آپ لوگ اگر احمدیت کے مقابلے سے عاجز اور درماندہ ہو کر گالیوں پر اتر آئے۔ تو اس سے ہمارا کچھ نقصان نہیں ہوا بلکہ اس بات کا ثبوت مل گیا کہ عقائد کے ساتھ تم لوگوں کے اخلاق بھی بگڑ چکے ہیں۔ خدا تعالیٰ تم پر رحم کرے اور تمہیں اپنی اصلاح کرنے کی توفیق بخشے ❊

کھلا خط

بخدمت

جناب مولوی محمد علی صاحب ایم اے وکیل لاہور

مکرم جناب مولوی صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۰۔ اپریل سنہ ۱۹۲۰ء سے ذریعہ معلوم ہوا۔ کہ آپ نے بمقام لاہور کسی خطبہ جمعہ میں یہ شکایت کی ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کے افراد بوقت مباحثہ دربارہ مسائل متنازعہ فیہ بالخصوص دربارہ نبوت آپ سے ازروئے کتاب اللہ قرآن حمید فیصلہ نہیں کرتے۔ بلکہ جب کبھی ان کے سامنے آپنے یہ اصل پیش کیا ہے۔ انھوں نے گریز کرکے آپ کے سامنے حضرت احمد جری اللہ علیہ السلام کی تحریرات پیش کردی ہیں۔

جناب مولوی صاحب! اگر یہ امر درست ہے۔ تو درحقیقت یہ غلطی ہے۔ کہ آپ کو حضرت مسیح موعود کی تحریرات کی طرف بلایا جائے۔ اور آپ جیسے محقق اور آزاد طبع انسان کو ان تحریرات کا پابند سمجھا جاتا ہے۔ جن کو آپ کسی طرح اپنے اوپر حجت قطعی قرار نہیں دیتے۔ جناب مولوی صاحب۔ اگر آپ حضرت احمد نبی اللہ علیہ السلام کو نبی اور رسول یقین کرتے۔ تو بیشک آپ پر حضرت صاحب کی تحریرات حجت ہو سکتی تھیں۔ مگر جب آپ حضرت مسیح موعود نبی اللہ کو نبی نہیں مانتے۔ بلکہ اگر وہ واقعی نبی اللہ ہوں۔ تو آپ کے فتویٰ کے بموجب وہ کذاب اور دجال اور مفتری علی اللہ ہیں (نعوذ باللہ) تو آپ پر ایک غیر نبی کا کلام کیونکر حجت ہو سکتا ہے۔ اور کس آیت قرآنیہ کے ماتحت۔ مگر ایک غیر نبی کا کلام آپ پر حجت ہو سکتا ہے۔ اور آپ اس کے پابند ہو سکتے ہیں۔ تو پھر دوسرے مقلدان ائمہ پر ان کے ائمہ کی تحریرات یا اقوال کیوں حجت قطعیہ نہ ہوں اور وہ ان کے پابند نہ ہوں۔ اور ہم ان کو کیونکر ملامت کر سکتے ہیں ❊

جناب مولوی صاحب! خاکسار کا مذہب اور مسلک تو یہ ہے کہ اذا تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول کے بموجب حجت کلام اللہ اور حدیث حجت ہو سکتی ہے۔ اور حدیث بھی اسی حد تک جو کلام اللہ کے صریح الفاظ کے خلاف نہ ہو۔ اور امور متنازعہ فیہ میں ضرور کتاب اللہ سے گفتگو ہو۔ اور مدار فیصلہ صرف کلام اللہ ہو اور آپ کو ہمارے اس اصول سے اتفاق ہے ❊

جناب مولوی صاحب! بمقام راولپنڈی ۹۔ دسمبر سنہ ۱۹۱۹ء کو نمایش گاہ مویشیاں میں آپ کا جلسہ تھا۔ اور ہم نے عین جلسہ گاہ میں بذریعہ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب عزیز عبدالمجید صاحب احمدی سیکرٹری انجمن احمدیہ پشاور تبلیغ و اشاعت نے ایک چیلنج بوعدہ انعام یک صد روپیہ دربارہ نبوت پیش کیا تھا۔ اور اس میں آپ اور جناب مولوی غلام حسن خان صاحب پشاور اور جناب خواجہ کمال الدین صاحب وکیل لاہور بالخصوص مخاطب تھے۔ مگر آپ اور آپ کے دونوں رفقاء ایسے خاموش ہوئے۔ کہ کتاب اللہ کے ذریعہ گفتگو اور فیصلہ پر آج تک آمادہ نہ ہوئے۔ جس کا آج تک ہم کو انتظار ہی رہا۔

جناب مولوی صاحب! آپ کا عقیدہ ہے کہ سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ان معنوں میں ہیں۔ کہ آنحضرت کے بعد باب نبوت مسدود ہے۔ اور وحی النبوۃ منقطع ہے۔ اور مدعی نبوت کذاب اور دجال اور مفتری علی اللہ ہے۔ اگرچہ وہ مدعی نبوت حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا امتی متبع اور مطیع ہی کیوں نہ ہو۔ اور اگرچہ اس نبی کی کتاب الشریعۃ قرآن حمید ہی کیوں نہ ہو۔ اور اگرچہ اس کا ظہور لیظھرہ الاسلام علی الدین کلہ کے لئے ہی کیوں نہ ہو۔ اور اگرچہ اس کے مشن کی اصلی غرض اور مقصد اصلاح امت محمدیہ اور دعوت الی الاسلام اور تجدید شریعت قرآنیہ ہی کیوں نہ ہو۔ اور اگرچہ وہ احیاء ملت اسلامیہ کیواسطے ہی مبعوث من اللہ کیوں نہ ہو۔ پس اگر آپ ان عقائد اور خیالات میں حق اور راستی پر ہیں۔ اور در اصل آپ اپنے اصل کے ماتحت صرف کتاب اللہ سے ہی فیصلہ کرنے پر آمادہ ہیں۔ تو ہمارا اس چیلنج میں یہی درخواست ہے۔ پس آپ اور آپ کے رفقاء کیوں خاموش ہیں ❊

جناب مولوی صاحب! آج اخبار میں آپ کی شکایت سن کر دوبارہ متوقع ہوں۔ اور آپ کی شکایت دُور کرنے کے واسطے خاکسار ہر طرح سے تیار ہے۔ کہ آپ سے آپ کے اس عقیدہ پر کہ خاتم النبیین کی آیت پر ان معنوں میں یقین رکھا جائے۔ کہ لن یبعث اللہ من بعدہ رسولاً درست اور صحیح ہے۔ صرف از روئے کتاب اللہ آپ سے دلائل نصوص محکم قرآنیہ سے طلب کئے جائیں۔ اور آپ کے اور قاہرہ سننے جائیں۔ اور ہم کو موقع دیا جاوے تاکہ ان پر کچھ جرح بھی کی جائے۔ امید ہے۔ کہ آپ حسب سابقہ خاموشی محض سے کام نہ لیں گے۔ ... ... اور کتاب اللہ کے ذریعہ سے ہمارے ساتھ فیصلہ پر آمادہ ہونگے۔ اور لم تقولون ما لا تفعلون کے مصداق نہ بنیں گے۔

جناب مولوی صاحب! اگرچہ خاکسار مومن بالنبوت ہے اور آپ منکر بالنبوت۔ اور ہم میں بڑا اختلاف ہے۔ تاہم باوجود اس اختلاف کے اس بات میں آپ کے ساتھ ہمارا اتفاق ہے۔ کہ آپ سے کتاب اللہ کے ذریعہ دربارہ انقطاع نبوت فیصلہ کیا جاوے۔ اور اگر آپ کو کسی وجہ سے خود گفتگو کرنے سے عذر ہو۔ تو آپ جناب خواجہ کمال الدین صاحب بی۔ اے کو اپنا وکیل کرکے پشاور ارسال کر سکتے ہیں۔ اگر وہ ہمارے ساتھ گفتگو کرنے پر آمادہ ہو کر انہی شرائط سے مباحثہ ہوں۔ تو ہم گفتگو تقریری و تحریری کے اختتام پر ان کو لاہور سے پشاور تک آنے اور جانے کا سیکنڈ کلاس کرایہ دینے کا وعدہ کرتے ہیں۔ گو وہ بھی آپ کی طرف سے ہمارے چیلنج والے دس مطالبات کے جوابات قرآن کریم سے تحریری دینگے۔ اور تحریری حوالہ کرینگے۔ اور ہماری طرف سے بھی تحریری جوابات دئے جاوینگے۔ اور اگر ان کو بھی ابھی دماغی عارضہ سے صحت کلی نہ ہوئی ہو۔ تو آپ بحیثیت امیر قوم پشاور میں جناب مولوی غلام حسن خان صاحب حکم دے سکتے ہیں۔ کہ وہ آپ کی طرف سے حق وکالت ادا کرکے بپابندی شرائط مذکورۃ الصدر پشاور میں ہی کسی مناسب مقام پر ہم کو انقطاع نبوت بعد سیدنا حضرت محمد کا مسئلہ کتاب اللہ سے ثابت کردیں۔ اور دینی ادلہ قرآنیہ تحریری دیدیں اور جوابات سننے کا موقع دیں۔ اور اگر وہ بالمشافہ گفتگو پر نہ کریں۔ اور اپنے لئے موجب ہتک عزت تصور کریں تو تحریری ہم کو پرائیویٹ طور پر یا بذریعہ اخبار پیغام صلح لاہور مشرف فرمادیں۔

جناب مولوی صاحب! آپ اپنا تجربہ بیان فرماتے ہیں۔ کہ احمدی حضرات آپ کے ساتھ از روئے کتاب اللہ مسئلہ نبوت کا فیصلہ کرنے کے لئے طیار نہیں ہوسکتے۔ اور آپ کے سامنے حضرت مسیح موعود کی تحریرات پیش کرتے ہیں۔ مگر ہمارا تو بالکل اس کے خلاف تجربہ ہے کہ دو تین سال سے آپ کو اور آپ کے رفقاء کو دعوت دے رہے ہیں۔ کہ ہمارے ساتھ کتاب اللہ سے گفتگو کریں چنانچہ ہمارا یہ چیلنج اسی بات کا ثبوت ہے۔ ہماری اس بات پر مرزا نذر علی صاحب سکرٹری انجمن اشاعت اسلام پشاور کا وہ مضمون شاہد ہے۔ جو انہوں نے اخبار پیغام صلح میں نبوت اور ولایت کے عنوان سے ۲۷ مارچ ۱۹۲۰ء کو شائع کرایا اور آپ کے مبلغ میر مدثر شاہ صاحب کا تحریری اقرار ہمارے پاس محفوظ ہے۔ مگر آپ لوگ ہمارے مقابلہ میں خدا کے فضل سے حضرت صاحب کی تحریرات پر بھی ثابت قدم نہیں رہتے۔

جناب مولوی صاحب! چونکہ آپ بخوبی جانتے ہیں کہ کتاب اللہ پر امور اعتقادیہ میں فیصلہ نہ کرنیوالے لوگ آیات ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الفاسقون اور ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الظالمون ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الکافرون کے تحت اگر فاسق ظالم اور کافر قرار پاتے ہیں۔ اس لئے امید ہے کہ آپ اپنی شکایت رفع کرنیوالے کے واسطے باب نبوت کا مسدود ہونا کتاب اللہ سے ثابت کرینگے۔ اور ہمارے ساتھ اس طرح فیصلہ پر خود یا اپنے رفقاء کو آمادہ کرکے بہت ہمت اور جرات کا ثبوت دینگے۔ ھل فیکم رجل رشید۔ کیا کوئی ہے۔ جو اس میدان میں ثابت قدم نکلے۔

جناب مولوی صاحب! ہماری بااد بچھ پھر درخواست ہے کہ ہم آپکی رفع شکایت اور تعمیل ارشاد کیواسطے حاضر ہیں آپ خود یا اپنے ان دو بزرگ رفقاء میں سے کسی کو ہمارے مطالبات کے جوابات پر آمادہ فرمادیں۔ اور بہت جلدی احقاق حق اور ابطال باطل پر کمر ہمت باندھیں گے۔ اور ہم کو صرف خاموشی محض یا سرسری شرائط کے طے ہونے میں نہ ٹالینگے۔

جناب مولوی صاحب! اگر آپ اسوقت بھی ایسے اہم مسئلے کے فیصلہ پر خود پیش کردہ طریق سے آمادہ نہوں تو اپنی رفقاء میں سے کسی غیر ذمہ وار شخص کو سنگ مابستہ اند سگ را کشادہ کا مصداق بناکر ذاتیات اور نفسانیات پر مبنی تحریرات پر آمادہ نہ کرینگے اور نہ کسی مجنون اور جاہل کے اسقدر اعلان پر خوش ہونگے۔ کہ اس مسئلہ پر کوئی ذی علم اور ذی عقل انسان قلم نہ اٹھائے۔ آپکے جواب باصواب کا منتظر آپکا قدیمی صادق

خاکسار قاضی محمد یوسف احمدی۔ سکرٹری انجمن احمدیہ پشاور

حکم و عدل کا فیصلہ

مولوی محمد علی صاحب کے برخلاف

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔ "اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانیوالا نبی کا نام نہیں رکھتا۔ تو پھر بتلاؤ کس نام سے اس کو پکارا جائے۔ اگر کہو اس کا نام محدث رکھنا چاہیئے۔ تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنے کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہے مگر نبوت کے معنے اظہار امر غیب ہے۔ اور نبی ایک لفظ ہے۔ جو عربی اور عبرانی میں مشترک ہے۔ یعنی عبرانی میں اس لفظ کو نابی کہتے ہیں اور یہ لفظ نابا سے مشتق ہے۔ جس کے یہ معنی ہیں خدا سے خبر پاکر پیشگوئی کرنا اور نبی کے لئے شارع ہونا شرط نہیں ہے یہ صرف موہبت ہے۔ جس کے ذریعہ سے امور غیبیہ کھلتے ہیں" (ایک غلطی کا ازالہ)

اس سے ثابت ہوا کہ خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانیوالا نبی ہوتا ہے۔ اور احمدی قوم کے لئے حکم و عدل کا یہ فیصلہ قطعی ہے۔ اس کے ہوتے مولوی محمد علی صاحب جو حضرت مسیح موعود کی نبوت کا نام محدثیت رکھتے ہیں وہ حکم و عدل کے فیصلہ کے خلاف ہیں۔ اور وہ اس طرح کرنے سے حضرت مسیح موعود کی جماعت سے نہیں ہو سکتے۔

تعجب ہے ایک غلط لفظ جو خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانیوالے کے لئے بولا جاتا ہو۔ اس کو ترک کرانے کے لئے حضرت مسیح موعود فیصلہ دیں لیکن مولوی محمد علی صاحب پھر اسی لفظ کو رواج دینے کے لئے سرگرداں ہوں۔ مولوی محمد علی کی حضرت مسیح موعود کے فیصلہ کے برخلاف یہ کسقدر جرأت ہے۔ حکیم محمد سیف الدین احمدی سابق سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ۔ فیروزپور

ولائیت جانیوالوں کیلئے ہدایات

میں نے جو آرٹیکل بنام ہندوستانیوں کے لئے نادر موقعہ رفاہ عام کے خیال سے "الفضل" میں لکھا تھا۔ اس کو پڑھ کر بہت سے احمدیوں کے خطوط آئے بلکہ (چونکہ ہندوستان کے بہت سے اخباروں نے اس کو الفضل سے لیکر چھاپ دیا تھا بہت سے غیر احمدیوں کے خطوط بھی آئے) میں اس کے متعلق چند باتیں کہنا چاہتا ہوں کیونکہ ہر ایک شخص کے خط کا جواب دینے کے لئے وقت نکالنا مشکل ہے۔

ہندوستان سے ہر سال لاکھوں من ہڈیاں بھوسے کے بھاؤ ولائیت جاتی ہیں۔ اور وہاں سے اُن کے بٹن۔ چاقوؤں کے دستے ٹوتھ برش موزے بُننے کی سلائیاں وغیرہ بن کر وہ ہڈیاں واپس آکر چاندی کے بھاؤ بکتی ہیں کیا ہی اچھا ہو کوئی احمدی طالب علم چھ ماہ کے لئے لنڈن جاکر ہڈیوں کو مشین کے ذریعہ مختلف کاموں کے لئے استعمال کرنیکا فن سیکھ آئے۔ اور واپس آکر لاکھوں روپیہ کمائے ہڈیاں زراعت میں کھاد بنانے میں کام میں لائی جاتی ہیں جس سے زمین نہایت زرخیز ہو جاتی ہے۔

ولائیت سے چینی کے جو برتن یہاں آکر اس قدر مہنگے بکتے ہیں وہ وہاں معمولی مٹی سے بنائے جاتے ہیں۔ جس میں ایک خاص دوا ملادی جاتی ہے جس سے مٹی سفید ہو جاتی ہے۔ بعد ازاں ریت کو پگھلا کر اس پر چڑھا دیا جاتا ہے جو کہ روغن معلوم ہوتا ہے جن مٹی کے برتنوں پر چار آنہ خرچ آتے ہیں وہ یہاں آکر چار روپیہ میں بکتے ہیں دنیا میں ریت میں ملا ہوا الومنیم ہر جگہ پایا جاتا ہے یورپ کے لوگوں نے الومنیم کو ریت سے جدا کرنے کا ایک آسان طریق ایجاد کیا ہے اس الومنیم کی دھات کے برتن بنکر ہر سال لاکھوں روپے کے ہندوستان آتے ہیں راجپوتانہ کے ریگستان میں کروڑوں روپیہ کے الومنیم کے ذرے ریت میں ملے پڑے ہیں اگر کوئی احمدی اسکو ریت سے جدا کرنا ولائیت جاکر سیکھ آئے تو اگر لاکھوں روپیہ کمائے۔

یہ زمانہ مل کر کام کرنے کا ہے اس زمانہ میں اپنی ڈیڑھ ڈیڑھ اینٹ کی الگ مسجد بنانیسے کام نہیں چل سکتا۔ ہر ضلع کے احمدیوں کو چاہیئے کہ چندہ کر کے اپنے ضلع کے ایک احمدی طالب علم کو ولائیت بھیجکر وہاں کوئی ہنر سکھائیں اس کے واپس آنے پر وہ علم سارے ضلع کو سکھا سکتا ہے۔

شمالی یورپ کے ملک سویڈن۔ ناروے۔ ڈنمارک وغیرہ جنہوں نے اس جنگ میں حصہ نہیں لیا اور تماشائیوں کی طرح اس قہر خدا کو الگ کھڑے دیکھتے رہے ہیں انہوں نے اس سے بہت کچھ سیکھا ہے مدتوں سے ان کی کسی سے جنگ نہیں ہوئی انہوں نے بہت سا روپیہ جمع کر لیا ہے اور علم سے تمام فرد بشر وہاں بہرہ ور ہو چکے ہیں ان کے لٹریچر (کتابیں۔ اخبارات وغیرہ) سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ صرف دنیاوی زندگی سے خوش نہیں ہوئے دنیا کے تمام مزے انہوں نے چکھ کر دیکھ لئے لیکن ان کا دل سیر نہیں ہوا۔ اب وہ پھر مذہب کی طرف متوجہ ہوئے ہیں لیکن عیسائیت جو کہ اب مردہ مذہب کی طرح ہے اُن کے دل کو تسکین نہیں دے سکتی پس وہ ایشیا کی طرف ٹکٹکی باندھے دیکھ رہے ہیں کہ کوئی نیا نبی آئے اور ان کو خدا کی راہ دکھائے اور تازہ نشانوں سے اس خدا کی ہستی اُن کے دلوں پر ثابت کر دے جو کہ مخلوق سے نہاں ہے۔ چنانچہ جب بنگال کے مشہور شاعر سر رابندر ناتھ ٹاگور نے اپنی کتاب گیتانجلی شائع کی تو شمالی یورپ کے لوگوں نے فوراً اسکو اپنی زبانوں میں ترجمہ کرا کے شوق سے مطالعہ کیا اور یہ سمجھکر کہ شاید رابندر ناتھ ہی وہ اوتار ہے جس کا وہ انتظار کر رہے ہیں اسکو وہاں بلا کر شاہی محل میں ٹھیرایا۔ اور اس کو "نوبیل" انعام دیکر اس کی بہت عزت افزائی کی افسوس ہے کہ شمالی یورپ کے لوگوں کو سچے اوتار مہدی اور مسیح موعود علیہ السلام کا ابھی تک پتہ نہیں ملا جو کہ قادیان میں پیدا ہو کر دنیا کو زندہ خدا کے ایسے ایسے نشان دکھلا گیا ہے کہ جن کو لوگ قیامت تک یاد کیا کرینگے

امروز قوم من نشناسد مقام من
روزے بگریہ یاد کنند وقت خوشترم

میں نے شمالی یورپ کے لوگوں کی زبان اور ان کے لٹریچر سے واقفیت حاصل کرلی ہے اور ارادہ رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ جب جنس کے لئے سامان مہیا کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ میں شمالی یورپ میں لوگوں کو امام زمان کا پیغام دینے چلا جاؤں۔ اور چونکہ حضرت احمدؑ کی تعلیم زبانی جمع خرچ پر منحصر نہیں بلکہ دنیا کو زندہ خدا کے عالیشان نشان دیتی ہے۔ جب یہ ان کو دی جائیگی وہاں تہلکہ پڑ جائیگا۔ اور لاکھوں آدمی حضرت مسیح موعود کی جماعت میں داخل ہوں گے اور سویڈن کا بادشاہ جو کہ ایک نہایت آزاد خیال دلیر اور روحانی خیال کا بادشاہ ہے ضرور ضرور احمدیت سے بہرہ ور ہو کر یورپ کے بہت سے آدمیوں پر اچھا اثر ڈالیگا اور شمالی یورپ کے لوگ جو کہ لیل و نہار موت کے سایہ کی تاریکی میں بیٹھے ہیں۔ حضرت مسیح موعود کی تعلیم سے بہرہ ور ہو کر خدائی روشنی سے منور ہو جائیں گے

یہ لوگ چونکہ سائینس کی تعلیم میں بہت آگے بڑھے ہوئے ہیں اور ہر بات کو فوراً بے سمجھے یقین نہیں کر لیتے بلکہ خود تجربہ کر کے دیکھنا چاہتے ہیں جب ان کو بتلایا جائیگا کہ وہ سچے دل سے دعا کر کے اس زمانہ میں بھی خدا سے کلام اور الہام کی عزت حاصل کر سکتے ہیں تو ان پر گہرا اثر ہو گا

"وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اس سے بولتا ہے جس سے کرتا ہے پیار"

اور کر دعا کے ذریعے

زکار افتادہ را برکار مے آرد خدا زیں رو
ہمیں باشد دلیل آنکہ ہست از خلق پنہانے

وہ بڑی تعداد میں احمدی ہو جائیں گے سب احمدی بھائیوں سے درخواست ہے کہ وہ اس کام میں میری کامیابی کے لئے دعائیں کریں

محتاج گوہر احمدی بیرسٹرایٹ لاء
سکندر آباد دکن

سکھوں سے مباحثہ

پچھلے دنوں مطابق درخواست قادیان احمدی انجمن قادیان کے قائم مقام میں جو بابا نانک کے مسلمان ہونے پر مباحثہ ہوا وہ چھپا ہوا موجود ہے پہلے ایک روپیہ کے ۳۰ عدد دیئے جاتے تھے اب (۵۰) دیئے جاوینگے جلد منگوا کر تقسیم کریں اس مباحثہ میں حوالے ہیں

[illegible] مینیجر الفضل قادیان

فہرست نو مبایعین

یہ نمبر شمار جنوری ۱۹۲۰ء سے شروع ہوتا ہے مگر اسے بالکل مکمل نہ سمجھنا چاہیئے۔ بعض ایسے لوگ جو قادیان میں آکر بیعت کرتے ہیں۔ ان کے نام محفوظ رکھنے کی اسوقت تک کوئی مناسب تدبیر نہیں کی گئی۔ پھر بعض دفعہ بیعت کرنیوالوں کے نام مہتمم ڈاک کی فہرست سے کسی نہ کسی باعث سے رہ جاتے ہیں۔ دفتر الفضل کو جسقدر نام مہیا ہو سکتے ہیں۔ ان کو شائع کردیا جاتا ہے۔ اور انہی کا یہ نمبر شمار ہے۔

(ایڈیٹر)

بقیہ بابت ماہ مارچ ۱۹۲۰ء

۳۰۶۔ امام الدین صاحب کپورتھلہ
۳۰۷۔ غلام محمد صاحب ״
۳۰۸۔ مستری محمد شفیع صاحب سیالکوٹ
۳۰۹۔ اہلیہ ״ ״ ״
۳۱۰۔ عزیز احمد صاحب ״
۳۱۱۔ محمد امین صاحب ״
۳۱۲۔ والدہ ״ ״ ״
۳۱۳۔ منشی محمد حفیظ صاحب بوتھیات
۳۱۴۔ مستری جمعہ خان صاحب جہلم
۳۱۵۔ منشی الہداد صاحب ضلع گورداسپور
۳۱۶۔ باجوہ صاحب ״ گجرات
۳۱۷۔ اہلیہ صدر الدین صاحب ״ پشاور
۳۱۸۔ صفدر علی صاحب بتوکے
۳۱۹۔ مولا بخش صاحب لودہیانہ
۳۲۰۔ اہلیہ کریم بخش صاحب ״
۳۲۱۔ بنت ״ ״ ״
۳۲۲۔ منشی رستم خان صاحب کلانور
۳۲۳۔ برکت الدین صاحب جموں
۳۲۴۔ مستری الٰہی بخش صاحب امرتسر
۳۲۵۔ بہارہ صاحب ضلع گورداسپور
۳۲۶۔ اہلیہ صاحبہ بہارہ ضلع گورداسپور
۳۲۷۔ حاکم بی بی ״ ״
۳۲۸۔ بیگم بی بی ״ ״
۳۲۹۔ مہر الدین صاحب ״ ہوشیارپور
۳۳۰۔ ״ اللہ صاحب ״ سیالکوٹ
۳۳۱۔ سماۃ آسو پٹیالہ
۳۳۲۔ جیواں بی بی ״ سیالکوٹ
۳۳۳۔ امام بی بی ״ ״
۳۳۴۔ خادم حسین صاحب ״ شاہپور
۳۳۵۔ مولوی ظہور حسین صاحب بھیرہ
۳۳۶۔ محمد یوسف خان صاحب ״ گجرات
۳۳۷۔ سماۃ ریشم بی بی ضلع لائل پور
۳۳۸۔ منشی عبدالرزاق صاحب انبالہ
۳۳۹۔ عبدالقادر صاحب راولپنڈی
۳۴۰۔ غلام نبی صاحب ״ جالندہر
۳۴۱۔ چوہدری سکندر صاحب ״ لاہور
۳۴۲۔ شہاب الدین صاحب ״ ״
۳۴۳۔ عابد حسین صاحب مونگہیر
۳۴۴۔ عبدالاحد بٹ کشمیر
۳۴۵۔ محمد سلطان صاحب راٹھر ״
۳۴۶۔ محمد عثمان صاحب ضلع جالندہر
۳۴۷۔ والدہ ״ ״ ״
۳۴۸۔ سید علی صاحب ״ گجرات
۳۴۹۔ ״ ہنا صاحب ״ لاہور
۳۵۰۔ نصر اللہ خان صاحب ״ سیالکوٹ
۳۵۱۔ رحمت خان صاحب ״ ״
۳۵۲۔ منشی محمد اسمٰعیل صاحب۔ خط
۳۵۳۔ محمد علی صاحب کپورتھلہ
۳۵۴۔ رحمت اللہ صاحب ״ پٹیالہ
۳۵۵۔ سندراں بی بی ״ گورداسپور
۳۵۶۔ عمر نساء ״ ״
۳۵۷۔ کرم بی بی ״ ״
۳۵۸۔ غلام رسول صاحب ״ ״
۳۵۹۔ راج بھری ״ ״
۳۶۰۔ عائشہ ״
۳۶۱۔ اہلیہ پیر اللہ صاحب ״ ״
۳۶۲۔ اللہ بخش صاحب ״ ״
۳۶۳۔ اہلیہ بہادر علی شاہ صاحب ״ لاہور
۳۶۴۔ محمد صدیق صاحب۔ کلکتہ
۳۶۵۔ اللہ یار صاحب ״
۳۶۶۔ منشی فیروز الدین صاحب ضلع ڈیرہ غازیخان
۳۶۷۔ حافظ نصیر محمد خان صاحب بمبئی
۳۶۸۔ فضل الدین صاحب جہلم
۳۶۹۔ تری کوری ملابار
۳۷۰۔ بی فاطمہ ״
۳۷۱۔ عائشہ ״
۳۷۲۔ خدیجہ ״
۳۷۳۔ رحیمہ خاتون بنگال
۳۷۴۔ جامروخ خاتون ״
۳۷۵۔ وحید النساء ״
۳۷۶۔ حسین علی صاحب ضلع سیالکوٹ
۳۷۷۔ عبدالغفور خان صاحب راولپنڈی
۳۷۸۔ منشی محمد خان صاحب بوشہر
۳۷۹۔ منشی محمد طفیل صاحب ضلع گورداسپور
۳۸۰۔ غلام محمد صاحب سرحد
۳۸۱۔ عبدالکریم صاحب آرہ
۳۸۲۔ حسین بی بی ضلع فیروزپور
۳۸۳۔ زیبو ״ ״
۳۸۴۔ سائرہ ״ ״
۳۸۵۔ غلام رسول صاحب ״ گوجرانوالہ
۳۸۶۔ منشی غلام مرتضیٰ صاحب ״ گجرات
۳۸۷۔ ״ بخش صاحب ״ لائل پور
۳۸۸۔ محمد حسین صاحب ״ ״
۳۸۹۔ عبدالقادر صاحب ״ ״
۳۹۰۔ فتح بی بی ״ ״
۳۹۱۔ حاکم بی بی ״ ״
۳۹۲۔ سید عنایت علی شاہ صاحب ضلع سیالکوٹ
۳۹۳۔ سید منشی ظہیر الدین صاحب مونگہیر
۳۹۴۔ سردارا صاحب ضلع گجرات
۳۹۵۔ غلام محمد صاحب ״ لدہیانہ
۳۹۶۔ فتح محمد صاحب ״ گورداسپور
۳۹۷۔ ملک چراغ الدین صاحب ״ سیالکوٹ
۳۹۸۔ فتح محمد صاحب ״ گورداسپور
۳۹۹۔ اہلیہ غلام احمد صاحب ״ گجرات
۴۰۰۔ حافظ علی محمد صاحب پٹیالہ
۴۰۱۔ خوشی محمد صاحب ضلع سیالکوٹ
۴۰۲۔ خالہ حیات محمد صاحب ״ گورداسپور
۴۰۳۔ منشی محمد الدین صاحب لائل پور
۴۰۴۔ اہلیہ عبداللہ صاحب ״ لودہیانہ
۴۰۵۔ رقیہ بی بی شیخوپورہ
۴۰۶۔ فاطمہ بی بی منٹگمری
۴۰۷۔ مولوی محمد اللہ دتا صاحب ״ گورداسپور
۴۰۸۔ رحیم بی بی امرتسر
۴۰۹۔ عزیز بی بی ״
۴۱۰۔ مہر بی بی ״
۴۱۱۔ محمد حسین خان صاحب ״

ماہ اپریل ۱۹۲۰ء

۴۱۲۔ بنت شہباز صاحب۔ ضلع پشاور
۴۱۳۔ سہیل خان صاحب ״ ״
۴۱۴۔ بنت قلندر خان صاحب ״
۴۱۵۔ جھنڈا خان صاحب سرگودہا
۴۱۶۔ منشی محمد بخش صاحب ״ ڈیرہ اسمٰعیل خان
۴۱۷۔ اہلیہ صاحبہ مرزا محمد صدیق بیگ صاحب ضلع لاہور
۴۱۸۔ منشی امام الدین صاحب ״ سہارنپور
۴۱۹۔ عبدالوحید صاحب ״ لاہور
۴۲۰۔ محمد اسمٰعیل صاحب ״ ״
۴۲۱۔ کرم دین صاحب ״ ״
۴۲۲۔ میاں نتھو صاحب ״ ״
۴۲۳۔ فاطمہ ״ ״
۴۲۴۔ خیرا ״ ״
۴۲۵۔ مرزا حاجی صاحب فیروزپور
۴۲۶۔ محمد دین صاحب ״ لاہور
۴۲۷۔ بنت سلطان محمد صاحب ״ جالندہر
۴۲۸۔ سید مرتضیٰ صاحب بھوپال
۴۲۹۔ برکت اللہ خان صاحب ״
۴۳۰۔ امام الدین صاحب بغداد
۴۳۱۔ سید غوث صاحب حیدرآباد دکن
۴۳۲۔ اہلیہ ״ ״ مدراس
۴۳۳۔ احمد حسین صاحب ״
۴۳۴۔ مولوی محمود شاہ صاحب بنگلور
۴۳۵۔ شیخ محمد بدر الحسن صاحب مسلم مظفر نگر
۴۳۶۔ ملک محمد عبدالباری صاحب مونگہیر
۴۳۷۔ میاں خدا بخش صاحب ضلع شاہپور
۴۳۸۔ حافظ محمد عارف صاحب ״
۴۳۹۔ غلام فرید صاحب ״
۴۴۰۔ بہاول بخش صاحب ״
۴۴۱۔ شیخ دل احمد صاحب ״
۴۴۲۔ شیخ عبدالرحمٰن صاحب ״
۴۴۳۔ سردار بخش صاحب ״
۴۴۴۔ بنت محمد دین صاحب ״ گجرات
۴۴۵۔ محمد دین صاحب ״ ״
۴۴۶۔ اشرف بی بی۔ شیخوپورہ
۴۴۷۔ مریم بی بی ״
۴۴۸۔ محمد حیات صاحب ״ شاہپور
۴۴۹۔ اللہ دتہ صاحب ״ سیالکوٹ
۴۵۰۔ اہلیہ ״ ״ ״
۴۵۱۔ بنت ״ ״ ״
۴۵۲۔ ״ ״ ״ ״
۴۵۳۔ چوہدری جلال الدین صاحب ״
۴۵۴۔ بیلدا صاحب ״ امرتسر
۴۵۵۔ عائشہ بی بی ״ لاہور
۴۵۶۔ خوشی محمد صاحب ״ گجرات
۴۵۷۔ اہلیہ شیخ محمد علی صاحب ضلع گورداسپور
۴۵۸۔ شیخ محمد حسین صاحب پٹیالہ
۴۵۹۔ سید امام شاہ صاحب ضلع ملتان
۴۶۰۔ کریم بخش صاحب ״ سیالکوٹ
۴۶۱۔ تارا چند صاحب ״ لاہور
۴۶۲۔ محمد یوسف صاحب فیروزپور
۴۶۳۔ نتھو صاحب ״ لائل پور
۴۶۴۔ محمد خان صاحب ״ سیالکوٹ
۴۶۵۔ منشی محمد عثمان بیگ صاحب فیروزپور
۴۶۶۔ رمضان بٹ صاحب کشمیر
۴۶۷۔ محمد فیروز خان صاحب ضلع سیالکوٹ

باقی آئندہ

غیر احمدی علماء سے ایک سوال

دس روپیہ انعام

آج تک اکثر غیر احمدی علماء سے بالمواجہ و بالمشافہ و عند الملاحضہ بذریعہ تقریر و تحریر امام رازی علیہ الرحمۃ کی مندرجہ ذیل توجیہ کی نسبت دریافت کیا گیا۔ لیکن بجز سکوت کے کوئی جواب نہیں ملا۔ ناچار بذریعہ اعلان انعامی مبلغ دس روپیہ تمام علمائے غیر احمدی کیا مقلد اور کیا غیر مقلد سے امام رازی کی اس صریح غلط بیانی یا غلط فہمی کا جواب پوچھا جاتا ہے جو شخص امام رازی کی اس غلطی کو قرآن کریم سے ثابت کردیگا وہ مبلغ مرقومۃ الصدر کے پانے کا مستحق ہوگا ؂

امام رازی تفسیر کبیر میں یٰعیسیٰ انی متوفیک کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔ (الوجہ السادس)

ان التوفی اخذ الشیٔ وافیا ولما علم اللہ ان من الناس من یخطر بباله ان الذی رفعه اللہ هو روحه لا جسده ذکر هذا الکلام لیدل علی انه علیه الصلوٰۃ والسلام رفع بتمامه الی السماء بروحه وجسده و یدل علی صحة هذا التاویل قوله تعالیٰ وما یضرونك من شیٔ۔ یعنی متوفیک کی چھٹی تاویل یہ ہے۔ کہ توفی کے معنی اخذ الشی وافیاً کے ہے۔ جس کے معنی ہیں۔ پورا پورا پکڑ لینا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ اس بات کو جانتا تھا۔ کہ بعض لوگ دنیا میں ایسے بھی آئینگے جن کے دل میں یہ خیال اٹھیگا کہ خدا تعالیٰ نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی روح کو رفع دی ہے۔ نہ ان کے جسم کو۔ ان لوگوں کے خیال کو رد کرنے کے واسطے انی متوفیک کی آیت نازل فرمائی ہے۔ تاکہ اس بات پر دلالت کرے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپکے پورے جسم اور روح کے ساتھ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں اور اس پورے پورے اٹھانے کی یہ دلیل ہے۔ کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وما یضرونك من شیٔ یعنی کفار تجھ کو کچھ ضرر نہیں دینگے۔ انتہی کلامہ۔

اس تحریر سے واضح ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں کسی مقام پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خطاب کرکے وما یضرونك من شیٔ فرمایا ہے۔ اور وما یضرونك من شیٔ اس امر کی صحت کی دلیل ہے کہ انی متوفیک میں توفی کے معنے اخذ الشیٔ وافیاً ہیں۔

لیکن جب قرآن کریم میں دیکھا جاتا ہے۔ تو یہ آیت، آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس کے متعلق معلوم ہوتی ہے۔ اس آیت سے پہلے دور تک دیکھ جاؤ۔ حضرت عیسیٰ کا کوئی ذکر تک معلوم نہیں ہوتا۔ چنانچہ پوری آیت یہ ہے۔ ولولا فضل اللہ علیك ورحمته لهمت طائفة منهم ان یضلوك وما یضلون الا انفسهم وما یضرونك من شیٔ و انزل اللہ علیك الکتاب والحکمة وعلمك ما لم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیك عظیماً۔ جبکہ اس آیت کے اول و آخر میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف خدا نے خطاب فرمایا ہے۔ تو کسی صورت میں بھی یہ نہیں کہا جاسکتا۔ کہ وما یضرونك من شی کا خطاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف ہے۔ جب اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف خطاب ہے۔ تو امام رازی نے انی متوفیک کی بحث میں اس کو کیوں لکھا ہے۔ اور بجز پانچویں پارے اور سورہ نساء کے یہ آیت قرآن کریم کی کسی دوسری جگہ نہیں ہے۔

پس اس آیت کو کس دلیل سے امام رازی نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے حق میں سمجھا ہے۔ اور اگر امام بھی اس بات سے واقف تھا۔ کہ یہ آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ہے۔ اور اس آیت میں خطاب بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے۔ تو امام نے اس آیۃ کو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے قصہ کے متعلق آیت انی متوفیک کے توفی کے معنی اخذ الشی وافیاً کی صحت کی دلیل کیوں ٹھہرایا ہے۔

آیت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں ہے اور امام صاحب اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی رفع جسمانی اور حیات آسمانی ثابت کررہے ہیں جو صاحب کتاب اللہ سے یہ ثابت کردیگا۔ کہ یہ آیت، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف اس آیت میں خطاب نہیں۔ بلکہ ضمیر کاف کا مرجع حضرت عیسےٰ علیہ السلام ہیں۔ اس کو مبلغ دس روپیہ انعام دیا جائیگا۔ و السلام۔

المشتہر

حکیم عبید اللہ بسمل احمدی مبلغ نزیل دار الاقبال بھوپال

خواجہ حسن نظامی صاحب کا خط

ایڈیٹر صاحب الفضل۔ سلام علیکم

مینے ہمدم اخبار میں آپ کا مضمون دیکھا۔ اور امریکہ کے خراب برتاؤ کی کیفیت معلوم کی۔ یہ مسئلہ ہمارا آپ کا مشترک ہے۔ اور ہم سب مسلمان ہر طرح اس کام میں مدد کرنے کو حاضر ہیں۔

اگر آپ مجھ کو الفضل کے وہ پرچے جنمیں یہ مضمون چھپا ہے۔ کچھ زیادہ تعداد میں بھیجدینگے۔ تو میں کام کرنیوالے مسلمانوں کو اپنے خرچ سے بھیجدوں گا۔ اور اس کے خلاف سعی کرنے کی ترغیب دوں گا۔

میں نے اخبار حریت دہلی میں آج لکھ دیا ہے کہ مسلمانوں کو امریکہ کے اس فعل کا جواب یہ دینا چاہیئے۔ کہ ہندوستان میں امریکن مشن کو بائیکاٹ کیا جائے۔ ان کے اسکولوں اور کالجوں کو ترک کردینا چاہیئے۔

میرا خیال ہے۔ اگر ہندوستان میں عام جلسے امریکن سفیر ہندوستان کو اپنی ناراضی کی اطلاع دینگے۔ تو امریکہ مسلم مشنری کی زبان بندی واپس لے لیگا۔ اس مسئلہ میں دلی ہمدردی ہم سب کی آپ کے ساتھ ہے۔ حسن نظامی۔

ایک مستری کی ضرورت

باہتمام شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں بہ پیپر بالکان چھپ کے شائع ہوا۔